173

رجسٹرڈ نمبر ایل ۸۳۵

قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ

دیں کی نصرت کے لئے اک آسماں پر شور ہے | عَسٰٓی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا | اب گیا وقتِ خزاں آئے ہیں پھل لانیکے دن

دنیا میں ایک نبی آیا پر دنیا نے اس کو قبول نہ کیا۔ لیکن خدا اسے قبول کریگا۔ اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی ظاہر کر دیگا (الہام مسیح موعود)

الفضل

چندہ غیر ممالک سے سات روپے

میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا (الہام مسیح موعود)

جلد ۵ | ۱۶۔ اکتوبر ۱۹۱۷ء | سہ شنبہ | مطابق ۲۸۔ ذوالحجہ ۱۳۳۵ ہجری | نمبر ۳۱

فہرست مضامین

مدینۃ المسیح

الحمد للہ حضرت خلیفۃ المسیح کی طبیعت اچھی ہے۔

۱۴۔ تاریخ مولوی عبید اللہ صاحب معہ اہلیہ خورد اور صوفی غلام محمد صاحب بی۔ اے مبلغ مارشیس کے بیوی بچوں کے مارشیس روانہ ہو گئے ہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح اور بہت سے احباب قصبہ سے باہر تک ساتھ گئے اور دعا کرنیکے بعد ان کو بحوالہ خدا کرتے ہوئے رخصت کیا گیا۔ احباب دعا فرماویں کہ خدا تعالےٰ انھیں بخیر و عافیت منزل مقصود پر پہنچائے۔

جناب میر محمد اسحاق صاحب قائم مقام سکرٹری صدر انجمن احمدیہ لوکل سکرٹریان انجمن احمدیہ کو توجہ دلاتے ہیں کہ بذریعہ اخبار الفضل جو تجویز پیش کیگئی تھی کہ براہ راست بنام محاسب ترسیل چندہ کے متعلق انھیں غور کر کے بہت جلد دفتر سکرٹری صدر انجمن کو اطلاع دیں۔

اخبار احمدیہ

قصور میں تبلیغ

کچھ عرصہ گزرتا ہے کہ سکرٹری صاحب انجمن احمدیہ قصور نے ایک مراسلت برائے اندراج بھیجی تھی جس کا خلاصہ یہ ہے کہ جب ۲۷۔ ۲۸۔ مئی ۱۹۱۷ء کو قصور میں احمدیہ جلسہ ہوا۔ تو غیر احمدیوں نے مباحثہ کی خواہش کی۔ مگر جب ان کی خاطر ایک دن بڑھایا گیا۔ تو انھوں نے مباحثہ سے بچنے کے لئے کچھ وجوہات پیش کئے کہ ہمارے مولوی یہاں نہیں ہیں وغیرہ وغیرہ۔ لیکن جب احمدی علماء واپس آ گئے تو مخالفین نے ایک اشتہار احمدیوں کے خلاف شائع کیا۔ جس میں لکھا کہ احمدی مباحثہ سے گریز کر گئے۔ اس پر احمدیوں نے اپنے علماء کو بلایا اور ۲۵۔ ستمبر جمعہ کا روز مباحثہ کے لئے رکھا گیا۔ اور کہا گیا کہ امور متعلقہ کا فیصلہ کر لو۔ پھر مباحثہ ہوگا۔

ان کی طرف سے ایک مولوی صاحب کی تحریر آئی جو وہاں مسافرانہ طور پر مقیم تھے۔ موضوع بحث یہ رکھا کہ "مرزا صاحب مسلمان ہیں یا نہیں"۔ انہیں کہا گیا کہ ذمہ دار آدمی خط و کتابت کرے۔ اور یہ بحث فضول ہے کہ مسلمان تھے یا نہیں۔ مولوی صاحب نے ہمارے رقعہ کا جواب نہ دیا۔ ہمارے مبلغین نے وہاں متعدد لیکچر دیئے اور انفرادی طور پر بھی تبلیغ کی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ دس کس سلسلہ احمدیہ میں داخل ہوئے۔ جن کے نام حسب ذیل ہیں۔

احمد علی خاں صاحب۔ اللہ بخش صاحب۔ غلام حیدر صاحب۔ حافظ عبد الرحمن صاحب۔ عبد الغنی صاحب۔ نذیر احمد صاحب۔ محمد صدیق صاحب۔ مساۃ آمنہ بی بی۔ میاں بھاگ صاحب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

الفضل

قادیان دار الامان ۱۶ اکتوبر ۱۹۱۷ء

بہشتی مقبرہ اور ہمارے مخالفین

کسی گذشتہ اشاعت میں ہم نے اپنی جماعت کو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے فرمان واجب الاذعان کی طرف متوجہ کیا تھا جس کی بنا خدائے واحد کے حکم مندرجہ قرآن پاک اور اس وحی پر ہے جو سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام پر نازل ہوئی۔ یہ اپنی جماعت کے متعلق بات تھی۔ لیکن مخالفین کو خدا ہدایت دے کہ ان کی بیمار آنکھ کو جماعت احمدیہ کا ہر ہنر عیب اور ہر نیکی اور تقوی اللہ کا کام عصیاں اور تجاوز عن حدود اللہ ہی دکھائی دیتا ہے۔ بھلا اس موقع پر وہ کب چوکنے والے تھے۔ انہوں نے اپنی قدیم عادت کے مطابق امام الاتقیاء حضرت مسیح موعود پر زبان طعن و تشنیع دراز اور سب و شتم کی بھرمار کر دی۔

چنانچہ سراج الاخبار جہلم جس کے سابق مالک اور اس کے کسی دوستدار پر بوجہ گندہ زبانی جرمانہ بھی ہوا تھا اسی انداز سبابی و افترا پردازی میں احمدی جماعت پر معترض ہوا۔ اور لکھتا ہے "جناب مرزا صاحب قادیانی نے جو جو طریق پیسہ کمانے بٹورنے کے لئے ایجاد کر رکھے تھے ان کی نوعیت کچھ نرالی تھی" پھر آگے تفصیل کرتا ہوا وصیتوں پر اعتراض کرتا ہے۔ ہم حیران ہیں کہ ان مخالفین کو کیا ہو جاتا ہے۔ وصیتوں کے بارے میں انھیں کہا گیا ہے جو اپنے آپ کو اس سلسلہ میں بیچ چکے ہیں۔ کیا ان مخالفین سے کہا جاتا ہے کہ تم وصیتیں کرو۔ اگر انھیں کہا جاتا تو بیشک اعتراض ہو سکتا تھا۔ لیکن جب روئے سخن ہی ان کی طرف ہے جو اپنے آپ کو اپنی جان کو اپنے اموال غرض اپنی ہر ایک پیاری سے پیاری چیز کو خدا کے مسیح کے ہاتھ میں دے چکے ہیں تو انہیں کون مصیبت پڑی کہ یہ بڑبڑانے لگے۔ وصیتوں کو کہا کسی سے گیا اور فکر انھیں پڑ گئی۔ جنھیں کہا گیا انھوں نے سنا اور نہایت خوشی سے سن کر تسلیم کیا لیکن یہ لوگ جو اس سے کچھ واسطہ اور غرض ہی نہیں رکھتے خواہ مخواہ آپے سے باہر ہو گئے۔ العجب ثم العجب

ہمارے مخالفین کہتے ہیں کہ "مرزا" نے اس ذریعہ سے دنیا کمائی۔ مگر ناحق کوش دشمن کیوں ایسی بات کہتے ہیں جس کا ان کے پاس کوئی ثبوت نہیں۔ جب سے بہشتی مقبرہ بنا ہے اس کا تمام تر انتظام ایک انجمن کے سپرد ہے۔ اور اس انجمن کا کام ہے کہ جس قدر وصیتوں سے آمد ہو اس کو تبلیغ اسلام میں خرچ کرے۔ چنانچہ ایسا ہی ہو رہا ہے۔ اس کی آمد و خرچ کے رجسٹر موجود ہیں۔ پھر نہ معلوم کیوں دشمنان سلسلہ منہ پھاڑ کے اور آنکھیں بند کر کے کہہ دیتے ہیں کہ "مرزا" نے اپنے لئے مال جمع کرنیکا ذریعہ نکالا۔ اگر خدا کے حکم کے ماتحت کسی زمین کو مبارک قرار دیا جائے تو اس سے کونسی قباحت لازم آتی ہے یہی معترض لوگ بہت سے مقامات کو متبرک سمجھتے اور بہشتی دروازے قرار دیتے ہیں۔ حالانکہ ان کے پاس ان کی کوئی دلیل نہیں۔

ہمارے مخالفین کا یہ اعتراض کتنا نادانی سے بھرا ہوا ہے کہ کیا وہ زمین کسی کو بہشتی بنا دیگی۔ حالانکہ نہ کوئی احمدی ایسا خیال کرتا ہے۔ نہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہ منشا ہے۔ چنانچہ حضور نے اپنی فراست نبوت سے پیش از وقت دشمنان حق کے اس سوال کو خود اٹھا کر جواب دیدیا ہے چنانچہ فرماتے ہیں۔

"کوئی نادان اس قبرستان اور اس انتظام کو بدعت میں داخل نہ سمجھے۔ کیونکہ یہ انتظام حسب وحی الٰہی ہے۔ اور انسان کا اس میں دخل نہیں۔ اور کوئی یہ خیال نہ کرے کہ صرف اس قبرستان میں داخل ہونے سے کوئی بہشتی کیونکر ہو سکتا ہے کیونکہ یہ مطلب نہیں ہے کہ یہ زمین کسی کو بہشتی کر دیگی۔ بلکہ خدا کے کلام کا یہ مطلب ہے کہ صرف بہشتی ہی اس میں دفن کیا جائیگا۔ (حاشیہ الوصیت صفحہ)

پس خدا تعالیٰ نے ایک امتحان رکھا ہے اور اپنے مسیح کی دعا کو قبول فرمایا اور اس میں اسی کو دفن ہونے دیگا جو اس کے علم میں مستحق بہشت ہے۔

پھر یہ کتنا بڑا افترا ہے جو سراج الاخبار نے کیا ہے کہ:-

"خود غرض برائے نام مسلمانوں نے اس میں (اسلام میں) ایسے لغو مسائل کا اختراع کر لیا کہ جنت ملنا اعمال صالحہ پر موقوف نہیں ہے بلکہ کسی خاص شخص کو اپنی جائداد منقولہ یا غیر منقولہ سے حصہ دیکر خریدا جا سکتا ہے۔" (سراج الاخبار ۱۰ ستمبر ۱۹۱۷ء)

سراج الاخبار کے "چودھویں صدی کے مسلمانوں" نے تو ایسے مسائل شریعت اسلام میں ایجاد کئے ہیں۔ مگر اس کا خدا کی پاک اور حضرت مسیح موعود کی تیار کردہ مخلص اسلامی جماعت کے متعلق ایسا خیال کرنا بداہتًا غلط اور باطل ہے کیونکہ احمدی جماعت کا ہرگز ہرگز یہ عقیدہ نہیں ہے کہ مقبرہ کے لئے وصیت کرنے کے بعد انسان اعمال کا مکلف نہیں رہتا۔ اگر سراج الاخبار کا بیان سچ ہے تو ہم اسے انعام دینے کے لئے تیار ہیں کہ وہ ثابت کر دے کہ احمدی جماعت کا وہی عقیدہ ہے جو اس نے بڑے وثوق سے لکھا ہے لیکن وہ یاد رکھے کہ ہرگز نہیں ثابت کر سکیگا۔ کیونکہ خدا کے مسیح نے جس کتاب میں اپنی جماعت کو بہشتی مقبرہ کے لئے وصیت کا حکم دیا ہے اس میں کچھ شرائط بھی مقرر کی ہیں چنانچہ ساتویں شرط یہ مقرر فرماتے ہیں کہ:-

یاد رہے کہ صرف یہ کافی نہ ہوگا کہ جائداد منقولہ یا غیر منقولہ کا دسواں حصہ دیا جاوے۔ بلکہ ضروری ہوگا کہ ایسا وصیت کرنے والا جہانتک اس کے لئے ممکن ہے پابند احکام اسلام ہو۔ اور تقوے و طہارت کے امور میں کوشش کرنے والا ہو۔ اور مسلمان خدا کو ایک جاننے والا اور اس کے رسول پر سچا ایمان لانے والا ہو۔ اور نیز حقوق عباد غصب کرنے والا نہو۔ (ضمیمہ الوصیت صفحہ ۲۱ ایڈیشن سوم)

کیا یہ الفاظ اپنے اندر اس افترا کا رد کافی طور پر نہیں رکھتے جو سراج الاخبار نے کیا ہے ضرور رکھتے ہیں۔ پس ان الفاظ کے ہوتے ہوئے جماعت احمدیہ کی طرف ایسا گندہ عقیدہ منسوب کرنا ہمارے مخالفین کی صریح ظالمانہ کارروائی

زوجہ سید بہادر شاہ صاحب۔ احباب ان سب دوستوں کے لئے دعا فرماویں۔

مباحثہ پورٹ بلیر

جناب ماسٹر عبد الرحمن صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ خاکسار راقم اور دو تین حافظان قرآن کے مابین مسجد پولیس ابرڈین میں بصدارت حضرت مخدومی مکرمی مرزا آغاجان صاحب خان بہادر صوبہ دار میجر ایک مباحثہ ہوا جس کی مختصر کیفیت عرض کرتا ہوں۔

حافظ صاحب۔ حضرت مرزا صاحب کا کیا دعویٰ ہے

راقم۔ میں نے کہا کہ حضرت نبی کریم صلعم نے فرمایا تھا کہ ایک زمانہ میں لوگ قرآن اور اسلام کو بھول جاویں گے اور ۷۲ فرقے ہو کر گمراہ ہونگے۔ ان کی رہنمائی کے لئے اور نیز نصاریٰ کی ہدایت کے واسطے اللہ ایک شخص کو مبعوث کرے گا جو مسلمانوں کے لئے بطور محمد مہدی ہوگا۔ اور عیسائیوں کے لئے مسیح کا سا بابرکت وجود ہوگا اور اس کے زمانہ میں عذاب طاعون زلزلے قحط وغیرہ نازل ہونگے۔ پس ان نشانوں کے مطابق امام مہدی و مسیح موعود ظاہر ہو گیا۔ لیکن حضرت مسیح موعود کے آنے سے یہ مراد نہیں کہ وہی حضرت عیسیٰ واپس آجاویں گے۔ جو عرصہ سے فوت ہو چکے ہیں۔ بلکہ حضرت عیسیٰ کی سی برکات و تاثیرات والا مرد خدا اسی امت محمدیہ میں سے اللہ مبعوث کرے گا۔ کیونکہ اللہ کریم نے سورہ نور رکوع ۷ پارہ ۱۸ع ۱ میں اور سورہ مزمل پ ۲۹ ع ۱۳ میں صاف صاف بتلا دیا کہ حضرت محمد صلعم کے بعد اللہ تعالیٰ ایسے خلیفے پیدا کرے گا جیسے کہ حضرت موسیٰ کے بعد ان کے خلیفے۔ یعنی یوسف داؤد سلیمان۔ وغیرہم نبی ہو کر آئے تھے۔ پس جیسے وہ خلفاً نبی تھے ایسے ہی اللہ تعالیٰ امت محمدیہ میں بھی پیدا کریگا پس قرآن کی متذکرہ بالا آیتوں کے مطابق امام مہدی یا مسیح موعود آگیا۔ مسیح ابن مریم مرزا صاحب کا نام نہیں صفت ہے۔

حافظ صاحب۔ مرزا صاحب نبی تھے یا امتی تھے۔ کیا خاتم النبیین کے بعد کوئی نبی ہو سکتا ہے۔

راقم۔ حضرت مرزا صاحب امتی تھے۔ اور نبی کا درجہ ان کو اللہ نے دیا۔ کیونکہ قرآن شریف میں صاف لکھا ہے کہ من یطیع اللّٰہ والرسول...... من النبیین والصالحین۔ پارہ ۵۔ رکوع ۷) جو اللہ اور اس کے رسول محمد صلعم کی اطاعت کرتا ہے۔ اللہ پھر ایسے لوگوں کو استعداد کے مطابق نبی۔ صدیق۔ شہید۔ صالح بنا دیتا ہے۔ پس ثابت ہوا کہ محمد صلعم کی اطاعت و فرمانبرداری ایسی برکت والی چیز ہے جس کی وجہ سے نبیوں۔ صدیقوں۔ شہیدوں۔ صالحین میں انسان داخل ہوتا ہے۔ یعنی اللہ اور رسولؐ کی اطاعت سے مسلمانوں کو چار عہدے مل سکتے ہیں۔ اگر پہلا عہدہ نبوت کا کسی کو نہیں ملتا تو آخری تینوں بھی مسلمانوں کو نصیب نہ ہونگے۔

حافظ صاحب۔ قرآن میں مرزا صاحب کا ذکر ہے تو کہاں ہے۔

راقم۔ قرآن شریف میں کئی جگہ حضرت مرزا صاحب کا ذکر آیا ہے۔ پارہ ۱۵ رکوع ۲ وما کنا معذبین حتیٰ نبعث رسولا ۲۵۔ یعنی ہم لوگوں پر عذاب نازل نہیں کرتے جبتک کہ اپنا رسول نہ بھیج لیں۔ اب آپ ایمان سے بولیں کیا دنیا پر عالمگیر عذاب نہیں آیا۔ اگر عذاب آگیا تو نبی بھی آگیا۔ مان لیں۔ ورنہ آپ آیت کے منکر ہو جاویں گے۔ جو آیت کو نہ مانے وہ کافر ہوتا ہے۔ دوسری جگہ آیا وما ارسلنا فی قریتہ من نبی الا اخذ اھلھا...... یضرعون پارہ ۹۔ رکوع ا۔ یعنی خدا فرماتا ہے کہ جب ہم کوئی نبی بھیجتے ہیں تو لوگوں پر انکار کی وجہ سے عذاب قحط۔ بیماری۔ پلیگ وغیرہ نازل کیا کرتے ہیں اے بھائیو! میری ضد کی وجہ سے قرآن کی آیتوں کا کفر نہ کرو۔ آیتیں بلند آواز سے کہتی ہیں کہ جب جب عذاب آتا ہے تو سمجھ لو کہ خدا کا نبی آ چکا۔ مگر ضدی لوگ کہتے ہیں کہ نہیں یہ آیتیں مت سنو۔ اچھا خدا طاعون زلازل لڑائیاں قحط پلیگ بھیجکر بتا رہا ہے کہ ہاں نبی آچکا۔ نبی ایک درجہ عزت اور خطاب عزت کا ہے ورنہ پنج ارکان اسلام وہی ہیں۔ پھر ڈر کا ہے کا ہے۔

حافظ صاحب۔ آپ کے امام مہدی کے سچے ہونیکا ثبوت کیا ہے؟

راقم جو ثبوت کسی دوسرے نبی کے سچے ہونیکا ہے وہی ثبوت حضرت مرزا صاحب کے سچے ہونے کا ہے۔ اللہ کریم فرماتا ہے کہ ولو تقول علینا بعض الاقاویل لاخذنا منہ بالیمین ثم لقطعنا منہ الوتین پ ۲۹ ع ۶۔ یعنی اگر محمد صلعم بھی ہم پر ایک جھوٹا الہام باندھ کر ہمارے ذمہ لگا دیتا تو ہم اسے ذبح کرا دیتے اور تباہ کرا دیتے۔ پس جب اللہ کریم جھوٹے الہام بنانے والے پر اس قدر ناراض ہوتا ہے کہ اسے تباہ کرنیکو ہر وقت تیار رہتا ہے۔ اور جھوٹے الہام پر محمد صلعم کو بھی ذبح کرنے پر تیار ہوتا تھا تو مرزا صاحب جو ۳۰ سال تک الہام کا دعوے کرتے رہے۔ کیا اگر یہ جھوٹے تھے اپنے خدا کو غصہ نہیں آتا تھا۔ مثلاً سوچو اگر کوئی بادشاہ کہے کہ اگر میرا اپنا بیٹا بھی جھوٹا سکہ جاری کرے تو میں اسے پھانسی دیدوں تو کیا کسی دوسرے شخص کو جو جھوٹا سکہ بناتے اسے پھانسی نہ دیگا۔ خدا کے لئے سوچو کہ دین ایمان کا معاملہ ہے ورنہ مرنے کے بعد رونا ہوگا اور دانت پیسنا۔ آخر مرنا ہے۔ خدا اور رسول کو کیا منہ دکھاؤ گے۔

نماز جنازہ

خواجہ غلام محی الدین صاحب سکرٹری انجمن احمدیہ پاڑی پورہ کشمیر اطلاع دیتے ہیں کہ موضع چھتہ رہیں ایک مخلص بھائی حکیم عملشاہ صاحب اور ان کی بیوی فوت ہو گئے ہیں انا للہ وانا الیہ راجعون۔ احباب نماز جنازہ پڑھیں۔ مرحوم کے دو بچے ہیں اللہ تعالیٰ ان کا کفیل ہو۔

احباب ریاست پٹیالہ توجہ کریں

راجپورہ سٹیشن پر ۸۔ اکتوبر کی رات کو جبکہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کی آمد پر احباب ریاست پٹیالہ جمع تھے میری سفید رنگ کی لوئی اسی رنگ کی لوئی سے تبدیل ہو گئی ہے۔ اس کے متعلق وہاں بھی کوشش کی گئی تھی لیکن کوئی پتہ نہ چلا اب بذریعہ اخبار اعلان کیا جاتا ہے کہ جس بھائی سے یہ تبادلہ ہو گیا ہے وہ مجھے اطلاع دیں تا کسی طریق سے میں اپنی لوئی ان سے منگوا لوں اور ان کی انھیں بھیجدوں۔ امید ہے کہ احباب پٹیالہ اس تلاش

نہیں تو اور کیا ہے۔ جس کے لئے وہ خدا کے حضور جوابدہ اور اس کے بندوں کی نظروں میں ذلیل ہوں۔ ضرور ہے کیا سلسلہ عالیہ احمدیہ کے منجانب اللہ ہونے کی ایک نہایت ہی زبردست دلیل یہ امر نہیں ہے کہ ہمارے مخالفین ہمارے اصلی عقائد کو پیش کر کے ان پر کوئی اعتراض از روئے کتاب و سنت نہیں کر سکتے اس لئے انہیں افترا کر کے ہماری طرف وہ عقائد منسوب کرنے پڑتے ہیں جن کے ہم قائل نہیں۔ ایک خدا ترس غور طلب سعید روح کیلئے یہ امر حق و باطل میں تمیز کے لئے کافی ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح کی شملہ سے روانگی

اس سفر کے کچھ حالات گذشتہ پرچہ میں بھی شائع ہو چکے ہیں لیکن چونکہ کچھ باتیں رہ گئی ہیں اور کچھ اصلاح طلب ہیں اس لئے مندرجہ ذیل سطور شائع کیجاتی ہیں۔ (ایڈیٹر)

حضرت امیر المومنین مع اہل بیت و خدام ۸- اکتوبر ۱۹۱۶ء ایک بجے کی گاڑی پر شملہ سے سوار ہوئے۔ حضرت نواب صاحب اور ان کا خاندان نیز اکثر احباب جماعت احمدیہ شملہ اسٹیشن پر موجود تھے۔ جنہوں نے باحسرت و ارمان اپنے ہادی اور آقا کو الوداع کہا۔ شملہ سے کالکا کا راستہ بعض مستورات اور ایک دو مردوں کے لئے کسی قدر تکلیف کا باعث ہوا جنہیں متلی اور قے ہوئی۔ ایک مقام پر انجن تھوڑے عرصہ کے لئے چڑھائی چڑھنے میں ناکام ہوا۔ اور رک گیا لیکن چونکہ سٹیشن قریب تھا اس لئے جلدی انتظام ہو گیا۔ اور سواریوں کو بھی کوئی زیادہ تشویش نہ ہوئی۔ حضرت ام المومنین اور حضرت خلیفۃ المسیح کے اتر آنے کی وجہ سے اور بھی بہت سے احباب اتر آئے۔ اور سٹیشن پر پیدل پہنچ گئے۔ خدا کا فضل رہا۔ کہ پھر کوئی ایسا موقع پیش نہ آیا۔ شملہ سے کالکا تک اور کالکا سے انبالہ تک گاڑی پہلے ہی ریزرو کرا لی گئی تھی جس سے بہت آرام اور سہولت رہی۔ کالکا گاڑی بدلی گئی جو ۹ بجے رات انبالہ پہنچی۔ احباب چھاؤنی انبالہ نیز مضافات کے احباب استقبال کے لئے سٹیشن پر موجود تھے۔ حضرت خلیفۃ المسیح کو پھولوں کے ہار پہنائے گئے۔ چونکہ انبالہ کے دوستوں نے بذریعہ تار دعوت کی منظوری لے رکھی تھی۔ اس لئے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی اور آپ کے خدام نے رات کا کھانا وہاں کھایا۔ اور کھانے کے بعد روانہ ہو کر گیارہ بجے راجپورہ پہنچے۔ جہاں ریاست پٹیالہ کی احمدی انجمنوں کے بہت سے احباب موجود تھے۔ چونکہ حضرت خلیفۃ المسیح نے احباب سنور اور پٹیالہ کی گذارش پر ایک دن ان کے ہاں قیام فرمانا منظور کر لیا تھا۔ اس لئے رات راجپورہ سٹیشن پر ہی ٹھہرنے کا انتظام تھا۔ چائے اور کھانا بھی مہیا تھا۔ صبح کو حضرت صاحب مع حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحب و ماسٹر عبد الرحیم صاحب اور ڈاکٹر حشمت اللہ صاحب موٹر پر سرہند تشریف لے گئے۔ جہاں حضرت نے مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر بہت دیر تک دعا فرمائی۔ اور وہاں کے مجاوروں کو کچھ نقدی بھی دی گئی۔ وہاں سے حضور گیارہ بجے کے قریب واپس راجپورہ پہنچے۔ اور اسی وقت وہاں سے براہ پٹیالہ سنور روانہ ہو گئے۔ اس وقت آپ کے ہمرکاب حضرت مرزا شریف احمد صاحب کی بجائے جن کی طبیعت بوجہ نزلہ ناساز تھی حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ہو گئے۔ حضور ۲ بجے کے قریب سنور تشریف لے آئے۔ جہاں ریاست پٹیالہ کی انجمنوں کے بہت سے احباب صبح سے ہی سڑک پر چشم براہ موجود تھے۔ جناب خانصاحب ذوالفقار علی خانصاحب و میر قاسم علی صاحب اور خاکسار حسب الحکم حضرت صاحب ایدہ اللہ وہاں سے سنور پہنچ گئے تھے۔ حضور سب سے پہلے میاں عبد اللہ صاحب سنوری کے گھر تشریف لے گئے۔ اور جس جگہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بیٹھے تھے اسی جگہ آپ نے قیام فرمایا۔ میاں عبد اللہ صاحب نے انگور کے چند دانے حضور کے سامنے پیش کرتے ہوئے عرض کی کہ جب حضرت اقدس یہاں تشریف لائے تھے تو اسی جگہ میں اسیقدر انگور کے دانے حضور کے پیش کئے تھے۔ جن میں سے حضور نے ایک دانہ کھایا تھا۔ اسپر حضرت خلیفۃ المسیح نے ایک دانہ لیکر اپنے منہ میں ڈالا اور تھوڑی دیر قیام فرما کر باہر تشریف لے آئے۔ پھر منشی محمد تقی صاحب اپنے گھر لے گئے اور اپنا لڑکا حضور کی نذر پیش کیا۔ اسکے بعد حضور منشی قدرت اللہ صاحب کے مکان پر تشریف لیگئے جہاں دعوت کا بہت عمدگی کے ساتھ انتظام کیا گیا تھا۔ حضور نے مع خدام کھانا تناول فرمایا۔ اور پھر مسجد احمدیہ میں ظہر و عصر کی نماز پڑھائی۔ نماز کے بعد بیعت ہوئی اور پھر حضور نے ریاست پٹیالہ کی انجمنوں کے قائم مقاموں کو اس غرض کے لئے بلایا کہ ضلع انجمن پٹیالہ ہونی چاہیئے یا سنور۔ اس موقع پر حضور نے ایک مختصر سی تقریر میں انجمنوں کے قائم مقاموں کو اتحاد و اتفاق اور مل کر کام کرنے کی نصیحت فرمائی۔ اور ضلع انجمن کے فرائض بتلائے اور بعد ازاں دریافت کیا کہ ان کے نزدیک کونسی انجمن اس قابل ہے کہ ضلع انجمن بنائی جائے۔ سب نے گذارش کی کہ حضور جس کو ضلع انجمن تجویز فرمائیں گے وہی مبارک اور مفید ہوگی۔ اور اسی پر ہمیں شرح صدر ہوگا۔ حضور نے فرمایا کہ میں آپ لوگوں سے مشورہ طلب کرتا ہوں۔ آپ اپنے خیال کے مطابق بتائیں کہ کونسا مقام موزوں ہے۔ پھر فیصلہ میں کرونگا۔ اس پر قریبًا سب نے پٹیالہ کے متعلق رائے ظاہر کی۔ جب یہ کارروائی ختم ہو چکی تو حضور نے فرمایا کہ فیصلہ قادیان سے لکھ کر بھیجا جائیگا۔ اس کے بعد حضور پٹیالہ پہنچنے کے لئے روانہ ہونے لگے جہاں حضور کا لیکچر ہونا تھا۔ لیکن احباب سنور کی درخواست پر تھوڑی دیر کے لئے ان کے مکانوں پر تشریف لے گئے۔ اور پھر بذریعہ موٹر مع حضرت مرزا بشیر احمد صاحب و ڈاکٹر حشمت اللہ صاحب اور خاکسار جلسہ گاہ میں ساڑھے پانچ بجے پہنچے۔ جلسہ گاہ جناب خلیفہ حامد حسین صاحب کے باغ میں نہایت عمدگی سے بنائی گئی تھی جہاں بہت سے سامعین موجود تھے۔ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی نے سٹیج پر پہنچتے ہی تقریر شروع فرما دی۔ اور ڈیڑھ گھنٹہ نہایت پر زور الفاظ میں دلوں کو ہلا دینے والا لیکچر دیا۔ تقریر میں نے قلمبند کر لی ہے۔ اور انشاء اللہ جلدی مفصل شائع ہو جائیگی سامعین میں معزز اور باعلم لوگ کثرت سے موجود تھے تقریر کے بعد جناب خلیفہ صاحب موصوف ہی کی کوٹھی پر بہت سے مرد اور عورتوں نے بیعت کی۔ اور وہیں حضور اور آپ کے خدام کو احباب پٹیالہ نے بڑی پر تکلف دعوت کھلائی۔ کھانا کھانے کے بعد سوا نو بجے کی گاڑی میں حضرت خلیفۃ المسیح مع بہت سے احباب راجپورہ روانہ ہو گئے

احباب پٹیالہ نے اپنے مہمانوں کی خاطر تواضع میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا۔ ہر طرح سے انتظام عمدہ اور قابل ستائش تھا۔ گاڑیوں کی دستیابی اور دیگر انتظام جلسہ میں جناب عبدالعزیز صاحب سپرنٹنڈنٹ نے اپنے کریمانہ اخلاق کے مطابق بہت امداد دی جس کے لئے احباب پٹیالہ ان کے خاص طور پر شکرگذار ہیں۔ اور دعا کرتے ہیں کہ خدا تعالیٰ آپ کو اس کا اجر عطا فرماوے۔

راجپورہ سے بارہ بجے رات کے قریب چل پڑے راستہ میں احباب لدھیانہ سٹیشن پر موجود تھے۔ جنہوں نے دودھ اور پھلوں سے دعوت کی۔ امرتسر کے سٹیشن پر امرتسر اور لاہور کے دوست موجود تھے۔ جنہوں نے ناشتہ کھلایا گیا۔

یہاں سے روانہ ہو کر بٹالہ صبح کا کھانا کھایا گیا اور حضرت اقدس معہ خدام ۲ بجے شام قادیان رونق افروز ہوئے۔

ایک نومسلم کا خط انگلستان سے
بحضور حضرت خلیفۃ المسیح

بعد آداب کے عرض ہے کہ میں نے ایک خط آپ کی خدمت میں چند روز ہوئے ارسال کیا تھا امید ہے کہ جناب نے خدا تعالیٰ کی درگاہ میں بندے کے لئے دعا کی ہوگی۔ جناب کی دعائیں اکثر قبول ہوتی ہیں۔ میرے پاس آپ کی نہایت خوبصورت کتاب The Islamic mode of worship کا ایک نسخہ ہے جس کو میں اکثر پڑھتا ہوں۔ اور حضرت احمد کی اردو نظموں کا مجموعہ المعروف بہ درثمین بھی میرے پاس ہے۔ جو کہ بھائی صاحب فتح محمد سیال نے بھیجا تھا۔ میرے ناچیز خیال میں یہ مناسب ہوگا کہ جناب وہاں ایک دو احمدی بھائیوں کو کہدیں کہ وہ فرانسیسی زبان سیکھ لیں۔ یہ زبان نہایت آسان ہے اور اس کے متعلق نہایت آسان کتابیں سیکھنے والوں کے لئے

Blackie & Sons Warwick House Bombay

سے ہندوستان میں ہی مل سکتی ہیں۔ اب فرانسیسی لوگوں کا یقین تین خداوں کو مل گیا۔ اور جیسا کہ فرانس کا سب سے بڑا مصنف ایمیل زولا Emile Zola اپنی مشہور کتاب Paris by Zola میں کہتا ہے کہ اب تین خداؤں کا زمانہ گیا اب ایک خدا کا زمانہ آیا۔ آج کل فرانسیسی لوگ پھر مذہب کی طرف اپنی طرف توجہ ڈال رہے ہیں۔ پس بہتر ہوگا کہ اگر کوئی قادیانی احمدی بھائی فرانس کو تشریف لے جائے۔ بمبئی سے فرانسیسی کتابیں خریدے اور پندرہ بیس دن جو اس کو بمبئی سے فرانس تک سفر میں لگینگے۔ اس عرصہ میں وہ تھوڑی سی فرانسیسی زبان سیکھ سکتا ہے۔ اور فرانس میں پہنچکر اس کو جلد مہارت حاصل ہو جائیگی۔ اگر وہ فرانس کے کسی اخبار میں ایک خط لکھدے کہ وہ اسلام کا پیغام اہل فرانس کو دینے آیا ہے۔ تو لوگ جوق جوق اس کو سننے آئیں گے۔ فرانس کا مشہور ومعروف شاعر ناولسٹ اور فلاسفر وکٹر ہیوگو صاحب کا قول ہے کہ پیرس دنیا کا دل ہے۔ جس طرح دل سے خون بدن کے سب حصوں میں بھیجا جاتا ہے۔ اسی طرح جو خیال پیرس میں پھیل جائے وہ وہاں سے تمام دنیا میں پھیل جاتا ہے۔ پیرس کو دنیا کا مرکز Centre of the world بھی کہا جاتا ہے کیونکہ پیرس میں ہر ملک کے لوگ اور ہر طرح کے آدمی رہتے ہیں۔ امریکن مصنف۔ روسی فلاسفر۔ فیشن ایبل لیڈیاں تمام دنیا سے اپنے کپڑے بنوانے پیرس جاتی ہیں۔ تمام آرٹسٹ لوگ تصویروں کا مطالعہ کرنے امیر لوگ عیش وعشرت کے لئے۔ نوجوان طالبعلم تعلیم حاصل کرنے گویا ہر تعلیمیافتہ آدمی کی۔ امریکہ۔ یورپ۔ جاپان میں یہ خواہش ہے کہ وہ ایک دفعہ پیرس ہو آئے۔ پس جناب خیال فرما سکتے ہیں کہ اگر ایک احمدی مشنری پیرس میں احمدیہ تحریک کا مبارک بیج بو دے تو ایک ایسا پودا اُگیگا کہ جس کے تلے ساری دنیا آجائیگی۔ اور جو ہر قسم کے لوگ پیرس میں آتے ہیں اس مبارک درخت کے پھل اپنے ملکوں میں لیجائیں گے۔ جس سے کروڑوں انسانوں کا بھلا ہوگا۔

کیمبرج میگزین میں کچھ عرصہ ہوا کہ ایک جاپانی اخبار کا ترجمہ چھپا تھا۔ جس سے معلوم ہوا کہ جب یورپ کی مادی Materialistic فلاسفی سے بالکل اداس ہو کر ایک جاپانی پروفیسر نے چند سال ہوئے خودکشی کر لی تو اس کی مثال کی پیروی کر کے بہت سے نوجوانوں نے بھی خودکشی کر لی۔ جاپانی اخبار کہتا ہے کہ اب جاپانی لوگ بڑے شوق سے۔ انجیل مقدس قرآن شریف اور کونٹ ٹولستائی کی کتابوں کا مطالعہ کر رہے ہیں۔ کیا ہی اچھا ہو اگر جاپان کی مذہبی تعلیم قادیان اپنے ہاتھوں میں لے لے۔

میں آجکل یورپ کی چند زبانوں کا مطالعہ کر رہا ہوں تاکہ جنگ کے بعد یورپ کے اخبارات میں آرٹیکل لکھ کر اسلام کے متعلق جس قدر غلط فہمی پھیلی ہوئی ہے اس کے دور کرنے میں احمدی بھائیوں کا ہاتھ بٹاؤں۔ اور یورپ کے سامنے اسلام اس کی اصلی خوبی میں دھروں جس کو دیکھتے ہی ہر دل مرحبا اور سبحان اللہ کہہ اٹھتا ہے۔

میں جناب کی خدمت میں نہایت عاجزی سے یہ درخواست کرتا ہوں کہ آپ میرے لئے دعا کریں کہ میں ساری دنیا میں احمدی تحریک کی اشاعت کرتا پھروں۔

اگر آپ حکم دیں تو میں ایسے انگریز مصنفوں۔ پروفیسروں۔ فلاسفروں اور ایڈیٹروں کے نام اور پتہ بھیجوں جن کو کتابیں بھیجنا مناسب ہوگا۔ امریکہ میں ایک دو احمدی مشنری بھیجنے سے یہ فائدہ ہوگا کہ چونکہ امریکہ کے لوگوں کو خدا تعالیٰ نے دولت بہت دی ہے اور امریکہ کے لوگ نہایت ہی فیاض ہیں وہ لوگ لاکھوں ڈالر سے ہر سال احمدیہ جماعت کی مدد کریں گے اور علاوہ ازیں ایسا کرنا ہمارا فرض ہے کیونکہ ؎

ہر طرف آواز دینا ہے ہمارا کام آج
جس کی فطرت نیک ہے وہ آئیگا انجام کار

یہ دیکھ کر نہایت افسوس ہوتا ہے کہ ہزاروں آدمی آجکل یورپ میں مر رہے ہیں

اگر وہ حضرت مسیح موعود کا نیا عہدنامہ سنتے تو خدا جانے کتنے اس میں یقین کر کے اس کے امن پسند جھنڈے تک آجاتے۔ آجکل ہند اور ساری دنیا میں بہت سے انسان اندھے ہو گئے ہیں۔ سورج کی روشنی ان کو نظر نہیں آتی۔ اور پھر کہتے ہیں کہ دنیا اندھیری ہے۔ اس کا کوئی بنانے والا ہے۔ جو انسان

دوسروں سے زیادہ چالاک یا زبردست ہے، وہی قابل تعظیم سمجھا جاتا ہے۔ سعدی صاحب نے خوب فرمایا ہے کہ: اگر شپرہ سورج کی روشنی نہیں دیکھ سکتا تو اس میں سورج کا کیا قصور

ردِّ شرک

حضرت فضل عمر سے ایک بنگالی بابو کی گفتگو

۱۶ - اکتوبر - اس دن حضرت اقدس سے ایک بنگالی بابو ملنے کے لئے آئے - بعد نماز ظہر آپ نے باریابی کا موقعہ دیا اور مولوی ظل الرحمن صاحب بنگالی کے ذریعہ شرک کے متعلق گفتگو ہوتی رہی - حضرت نے دریافت کیا کہ کالی دیوی کو تعلیم یافتہ لوگ کیوں کر مانتے ہیں - بنگالی بابو نے کہا کہ وہ خدا کی ایک طاقت ہے - اس کا نام کالی دیوی رکھا ہوا ہے - اور اسے ہم خدا کی بیوی مانتے ہیں - حضرت نے فرمایا کہ انسان تو نسل چلانے کے لئے بیوی کا محتاج ہو کیا آپ خدا کو بھی محتاج مانتے ہیں - بنگالی بابو نے کہا جس طرح ہر ایک کام کرنے والے کو مددگار کی ضرورت ہوتی ہے اسی طرح ہم بھی مانتے ہیں - کہ خدا کو بھی ہے - اور کالی دیوی چونکہ اس کے کام میں مدد دیتی ہے اس لئے اس کی بیوی ہے - حضرت نے فرمایا کیا جس سے ملکر کام کیا جائے یا جو مدد دے وہ بیوی ہوا کرتا ہے - دفتر میں ایک کلرک دوسرے کلرک کو مدد دیتا اور اس سے مل کر کام کرتا ہے تو کیا ایک دوسرے کی بیوی ہوتا ہے -

بنگالی بابو - کالی دیوی ایک طاقت کا نام ہے -

حضرت صاحب - اگر طاقت بیوی ہوتی ہے تو چاہئے کہ دنیا میں کمزور اور ناتواں لوگ تو شادی کیا کریں - اور تندرست و طاقت ور نہ کیا کریں - حالانکہ ہوتا اس کے برعکس ہے - اس سے معلوم ہوا کہ بیوی کوئی طاقت نہیں ہوتی - اور اگر یہ خدا کی کوئی صفت ہے تو خدا کی اور بھی بہت سی صفتیں ہیں - اس لئے کیا وجہ ہے کہ ایک ہی صفت کا نام کالی دیوی رکھا ہوا ہے - اور اس کی پوجا کی جاتی ہے اور دوسری صفات کی کیوں نہیں کی جاتی ہے -

بنگالی بابو - خدا کی سب صفات کا مجموعہ کالی دیوی ہے یوں خدا کی ایک ایک صفت مختلف طور پر دنیا میں آ چکی تھی - اور ان سب کا مجموعہ کالی دیوی ہے -

حضرت صاحب - کیا کسی چیز کی طاقتیں اور صفات جدا ہو سکتی ہیں - کیا سننا انسان سے الگ ہو سکتا ہے اگر نہیں تو خدا کی صفات اس سے کس طرح علیحدہ ہو گئیں

بنگالی بابو - یہ فرض کی ہوئی باتیں ہیں اصل بات یہی ہے کہ صفات الگ نہیں ہو سکتیں - اور جو کچھ آپ کہتے ہیں درست ہے - میں ان باتوں کو اس لئے مانتا ہوں کہ ہمارے باپ دادا ایسا کہتے چلے آتے ہیں -

حضرت صاحب جو انسان پتھر کی مورت بناتا اور اس میں کوئی طاقت فرض کر لیتا ہے کیا وجہ ہے کہ اس پتھر کے ساتھ کے دوسرے پتھروں کی دیوار بناتا ہے یا کسی دوسرے طریق سے ان کو استعمال میں لاتا ہے پھر اس طرح پتھروں میں خدا کی طاقتوں کو فرض کرنے سے انسان کی روحانی اصلاح ہرگز نہیں ہو سکتی - بلکہ خدا سے اور دوری ہو جاتی ہے - اس لئے آپ جیسے تعلیم یافتہ لوگوں کا فرض ہونا چاہئے کہ اس قسم کی بیہودہ باتوں کو نہ صرف خود چھوڑیں - بلکہ دوسروں سے بھی چھوڑائیں - اس کے بعد حضور نے فرمایا کہ خدا کی عبادت کسی غرض اور مدعا کے لئے کیجاتی ہے لیکن اگر کوئی فائدہ نہ ہو تو پھر کسی کو کیا ضرورت ہے کہ اس کے احکام مانے اور اس کی عبادت کرے - مگر آپ لوگ جو پتھر کے سامنے سجدہ کرتے ہیں اس کی کیا غرض ہے

بنگالی بابو - میں نہیں بتا سکتا - ہم آبائی طریق پر مانتے چلے آتے ہیں - ہماری کتابوں میں لکھا ہے کہ اس میں طاقت ہوتی ہے -

حضرت صاحب کیا اس طاقت کا اس وقت کوئی ثبوت بھی ہے -

بنگالی بابو - میں نہیں بتا سکتا -

اس کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح نے کسی دیوی کی پوجا کرنے اور اس کو خدا کا قائم مقام ماننے اس میں کسی طاقت کو تصور کرنے کو باطل کر کے دکھایا اور بنگالی بابو صاحب نے کہا کہ میں مذہبی آدمی نہیں ہوں - اس لئے میں کچھ جواب نہیں دے سکتا - اجازت ہو تو میں اپنے ساتھ ایک اور آدمی کو ملاقات کے لئے لاؤں - وہ مذہب سے خوب واقف ہے - حضرت نے فرمایا ہم یہاں صرف کل کا دن اور ٹھہریں گے - کل جس وقت چاہیں لے آئیں -

---

خطبۂ جمعہ

خدا کے انعام کی قدر کرو

از حضرت امیر المومنین - خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ

فرمودہ ۵ - اکتوبر ۱۹۱۷ء بمقام شملہ

(ایڈیٹر الفضل نے قلمبند کیا)

حضور نے سورۃ فاتحہ تلاوت کرنے کے بعد فرمایا - غالباً اس سفر کے دوران میں یہ آخری جمعہ ہے - جس کا خطبہ پڑھنے کے لئے میں آپ لوگوں کے سامنے کھڑا ہوا ہوں اس وقت میں مختصراً چند ایک نصائح آپ لوگوں کو کرنا چاہتا ہوں -

اللہ تعالیٰ نے سورۃ فاتحہ میں ہمیں اس بات کی طرف متوجہ کیا ہے کہ جو شخص اللہ کے لئے کچھ قربانی کرتا اس کی اطاعت اور فرمانبرداری میں رہتا اس پر توکل اور بھروسہ رکھتا ہے اس پر بڑے بڑے انعام کئے جاتے ہیں - چونکہ ہم خدا تعالیٰ کے انعامات کے وارث بننا چاہتے ہیں - اس لئے ہمیں اس کا خاص خیال رکھنا چاہئے - کسی سے کچھ حاصل ہونے کی امید دو ہی وجہ سے ہو سکتی ہے - اور جس میں یہ دو باتیں پائی جائیں اس کے دروازہ سے مانگنے والا انسان کبھی مایوس اور نامراد ہو کر واپس نہیں آتا - وہ دو باتیں یہ ہیں - (۱) اس میں دینے کی قابلیت ہو (۲) اسے دینے کی عادت ہو - تیسری بات مانگنے والے اور سائل میں پائی جانی ضروری ہے - اور وہ یہ کہ اس میں خود پسندی اور خودی نہ ہو - اگر پہلی دو باتیں دینے والے میں اور تیسری لینے والے میں ہو تو کبھی اسے ناکامی اور نامرادی نہیں ہوتی - اللہ تعالیٰ نے سورۃ فاتحہ میں یہ تینوں باتیں بیان فرمائی ہیں - بندہ کے متعلق تو جو کچھ ہے اس کا کرنا اس کے ذمہ ہے وہ کرے یا نہ کرے - یہ اس کا کام ہے - مگر اپنے متعلق خدا تعالیٰ فرماتا ہے - میں رب العلمین الرحمن الرحیم ہوں - کہ مانگنے والے کو دینے کی میں پوری پوری قابلیت اور طاقت رکھتا ہوں - لیکن اگر یہ خیال ہو کہ میں باوجود

دیئے کی قابلیت کے شاید بخل سے کام لوں اور مانگنے والے کو نہ دوں تو اس کے لئے صراط الذین انعمت علیہم کو یاد رکھو اس سے تمہیں معلوم ہو جائیگا کہ تم سے پہلے بہت سی ایسی جماعتیں گذر چکی ہیں جن کو میں نے دیا۔ اور بہت کچھ دیا۔ تو ایک منعم جس کا دروازہ انسان کو کھٹکھٹانا چاہئے اس میں دو باتیں دیکھنی چاہئیں۔ ایک یہ کہ اس کے پاس دینے کو موجود بھی ہے یا نہیں۔ کیونکہ ایک بھوکے اور نادار سے مانگنے کا یہ نتیجہ ہوگا کہ خالی ہاتھ واپس آنا پڑیگا۔ اسی طرح اگر ایک ننگے سے کپڑا مانگا جائیگا تو سوائے نامرادی کے اور کچھ نہ حاصل ہوگا۔ یا اگر ایک پیاسے سے پیاسا پانی مانگیگا تو خائب وخاسر رہیگا۔ اس لئے کچھ ملنے اور حاصل ہونے کی امید اسی سے رکھنی چاہئے جس کے پاس بھی کچھ ہو۔ یہی وجہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے سورہ فاتحہ میں فرمایا ہے کہ میرے پاس بہت کچھ ہے۔ دوسری بات یہ کہ اسے دینے کی عادت بھی ہو۔ کیونکہ بہت لوگ بڑے دولتمند اور مالدار ہوتے ہیں۔ مگر دینے کے وقت ان کے ہاتھ سکڑ جاتے ہیں۔ اور ان میں دینے کی ہمت اور طاقت ہی نہیں رہتی۔ اس لئے دوسری یہ بات دیکھنی ضروری ہے کہ اسے دینے کی عادت بھی ہے۔ یا نہیں۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ یہ دیکھنے کے لئے ذرا تم اس بات پر تو غور کرو کہ تم سے پہلوں کو ہم نے کیا کیا دیا ہے اور زمانہ نزدیک ہی دیکھ لو کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اور اس کی امت کو ہم نے روحانی اور جسمانی کس قدر انعامات دیئے۔ پھر دیکھو مسیح اور اس کے حواریوں کو موسیٰ اور اس کے ماننے والوں کو ابراہیم داؤد وغیرہ انبیاء اور ان کے پیرووں کو کیا کچھ دیا۔ پس تم صراط الذین انعمت علیہم کو دیکھ کر نتیجہ نکال لو کہ ہم میں دینے کی قابلیت ہے یا نہیں۔ تو اس صورت میں خدا تعالیٰ نے نہایت مختصر الفاظ میں انسان کو اس طرف متوجہ کیا ہے کہ مومن کو ہم بڑے بڑے انعام دے سکتے ہیں۔ اور پھر ان انعامات کی کوئی حد بندی نہیں کی۔ بلکہ صراط الذین انعمت علیہم فرما کر بہت وسیع کر دیا ہے کہ ہر ایک وہ انعام جو پہلوں کو حاصل ہوا وہ اب بھی دیا جاسکتا ہے۔

چنانچہ اسی بات کے ثابت کرنے کے لئے خدا تعالیٰ نے اس زمانہ میں ایک انسان کو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا بروز بنا کر بھیجدیا اور اس کو وہ سب کمالات بروزی رنگ میں دیئے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیئے گئے تھے۔ تاکہ کوئی یہ نہ کہہ سکے کہ جو صفات خدا تعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو دیئے تھے وہ اب کسی کو نہیں دے سکتا۔ چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان تمام انبیاء سے اعلیٰ اور ارفع ہے۔ اس لئے کوئی انعام ایسا نہیں ہو سکتا جو آپ کو نہ دیا گیا ہو۔ پس جب آپ کے کمالات بروزی رنگ میں ایک انسان کو دیتے جاسکتے ہیں تو پھر اور کونسا انعام ہے جو نہیں مل سکتا۔ مگر باوجود اسقدر عظیم الشان انعامات دینے کے متعلق فرماتے ہوئے ساتھ ہی خدا تعالیٰ نے اس طرف بھی اشارہ کر دیا ہے اور انعام حاصل کرنے والوں کو توجہ دلادی ہے کہ جہاں ہم بڑے سے بڑا انعام دے سکتے ہیں وہاں ہم سخت سے سخت سزا بھی دے سکتے ہیں۔ اور اس کی مثال غیر المغضوب علیہم ولا الضالین تمہارے سامنے ہے اس کو دیکھ لو۔

یہودیوں پر خدا تعالیٰ کا کیسا غضب نازل ہوا۔ اس کا پتہ اس سے لگ سکتا ہے کہ تین ہزار سال گذر چکے ہیں لیکن زمین کے ایک چپہ پر بھی ان کی حکومت نہیں ہے پھر ضلالت کی سزا جن کو ملی ان کی حالت کو دیکھ لو دنیا کے سارے علوم جانتے ہیں بڑے بڑے موجد اور فلسفی ہیں مگر ایک انسان کو خدا بنائے بیٹھے ہیں اور کہتے ہیں کہ مذہب میں عقل کو دخل نہیں ہے۔

اس سے پتہ لگتا ہے کہ جہاں خدا تعالیٰ بہت بڑے بڑے انعام دیتا ہے وہاں سزا بھی بہت سخت دیتا ہے اس لئے جس انسان پر خدا تعالیٰ کا کوئی انعام ہو اسے ہر قسم کے تکبر اور رعونیت کو چھوڑ کر حد درجہ کا عجز اور فروتنی اختیار کرنی چاہیئے۔ اور ساتھ ہی خدا کے خوف کو ہر وقت دل میں رکھنا چاہئے تاکہ اس سے پر جانے سے بچا رہے جو مغضوب اور ضال بنا دیتا ہے۔

پس میں آپ لوگوں کو نصیحت کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنا جو انعام تم پر کیا ہے۔ اس کی قدر کرو۔ اور اس سورہ کو ہر وقت یاد رکھو۔ نیز خدا کے خوف کو دل میں جگہ دو اور ان عذابوں اور سزاؤں سے بچو جن سے خدا تعالیٰ نے اس سورہ میں ڈرایا ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ لوگوں کو اس کی توفیق دے۔ آمین

نظم

نام و نشاں اپنا

(نتیجۂ فکر جناب میر حامد شاہ صاحب)

کوئی تو وقت گذرا ہے نہ تھا نام و نشاں اپنا
یہاں پر آکے رہنے کا نہ تھا وہم و گماں اپنا

کیا انسان کو نطفہ سے پیدا اس کے خالق نے
اسی ترکیب مائی میں تھا کچھ خاکہ نہاں اپنا

ہوئے ہم زیر و بالا ایک مدت رحم مادر میں
وہی آ جا کے تھا اس وقت میں سارا جہاں اپنا

نہ ہم واقف زماں واقف پڑے ظلمت میں بیٹھے تھے
خدا کا دست قدرت ہی وہاں تھا پاسباں اپنا

چلے آئے ہیں اس دنیا میں خالق کے ارادہ کو
نہ سمع اپنی نہ بصر اپنی نہ یہ نطق و بیاں اپنا

قویٰ ہیں جس قدر ہم میں اسی نے ہمکو بخشے ہیں
یہ سب تاب و تواں اس کے ہیں جو ہے مہرباں اپنا

بنائی کائنات اس نے اسی کا حکم ہے اس میں
نہیں اپنی نہ زمین اپنا نہ دور آسماں اپنا

ہماری رہبری ہوتی ہے جس قانون قدرت سے
اسی قانون سے ہے سب نظام جسم و جاں اپنا

یہ سارا سلسلہ باہر ہے اپنے علم و دانش سے
اگر کچھ علم و دانش ہے تو وہ ہے امتحاں اپنا

بسر ہوتی ہے اپنی زندگی یوں اس دار دنیا میں
کہ جیسے آ رہے گھر میں کوئی دن میہماں اپنا

وہ رخصت ہو گئے بستے تھے جو پہلے مکانوں میں
ہر اک آباد کار اس کو سمجھتا تھا مکاں اپنا

نہ آنا اپنے بس کا ہے نہ جانا اپنی خواہش سے
کسی کے نام کی خاطر ہے پانوں درمیاں اپنا

وہی اک نام باقی ہے وہ پہلے ہو یا پیچھے ہو
ھوالاول ھوالآخر ہوا وردِ زباں اپنا

موالید ثلاثہ میں بھی اک قدرت نمائی ہے
دکھاتا ہے وہ ہر صورت میں بس نام و نشاں اپنا

ہر اک شجر و حجر میں ہیں نقوش اس کی نمائش کے
حیاتِ نفسِ انساں میں دکھاتا ہے سماں اپنا

غبار نفس خود بیں ہے غبار عالم ظاہر
نشاں اس کا بتا جاتا ہے ہونا بے نشاں اپنا

سرو ساماں بہت پایا متاع زندگی برتا
یہاں سے جب چلے آخر گیا گذرا جہاں اپنا

نہ ہم قائم نہ یہ دائم قیام چند روزہ ہے
کھلا اگلے جہاں میں جاکے کچھ راز نہاں اپنا

مسافر راہ کے ہیں تھک کے سستانے کو بیٹھے ہیں
گھڑی آساں گذر جائے چلے جو رازداں اپنا

نہ جانا چاہیں گے تو بھی چلے جائیں گے آخر ہم
اسی گردش میں آئیگا ہر اک پیر و جواں اپنا

نہیں اخذ ملیک مقتدر سے کوئی مستثنیٰ حامد
جب آیا حکم بھاگا چھوڑ سب ملک مکاں اپنا

تحدیث نعمت

میں بطور تحدیث نعمت اللہ تعالیٰ کا بہت شکریہ ادا کرتا ہوں کہ میرے قرآن حفظ کرانے اور تحصیل علم کے وقت میرے والد بزرگوار بھی دعا کیا کرتے تھے کہ خدایا میرے اس بیٹے کو تبلیغ دین کے لئے طیار فرما سو اللہ تعالیٰ نے ان کی دعا کی قبولیت کے نتیجہ میں مجھے تبلیغ حق کی توفیق بخشی جو اس وقت تک اس خدمتگذاری میں لگا ہوا ہوں میں نے جب اپنے بیٹے مولوی عبید اللہ کو قادیان میں بھیجا تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے نئے مہمانخانہ میں تقریر فرمائی۔ کہ ہم بغرض تحصیل علوم عربی کے لئے ایک احمدیہ مدرسہ قائم کرنا چاہتے ہیں۔ کوئی ہے جو خدا کے لئے اپنا بیٹا وقف کرے تو میں نے اسوقت اپنے اس بچہ کو حضور کے دست مبارک میں دیدیا۔ حضور نے مدرسہ احمدیہ میں بھیجدیا گو بعد وفات حضرت مسیح موعود اس مدرسہ کی مخالفت بھی ہوئی مگر اللہ تعالیٰ نے اس کے قیام کا ذریعہ حضرت مرزا محمود احمد صاحب کو بنایا۔ آپ نے بڑے زور سے فرمایا کہ جبتک میری جان میں جان ہے یہ مدرسہ قائم رہیگا۔ تو مخالفت کرنیوالے مبہوت رہگئے۔ اللہ کا شکر ہے کہ وہ مدرسہ آج تک ترقی کر رہا ہے اور اسمیں بہت طلبا کامیاب ہوئے جن میں اللہ تعالیٰ نے میرے فرزند مولوی عبید اللہ کو اس لائق کردیا کہ آج وہ تبلیغ دین کے لئے مارشیس گئے ہیں اور میں سب جماعت کی خدمت میں عرض کرتا ہوں کہ اس مجاہد فی سبیل اللہ کے حق میں دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ انکو ہر ارادہ میں کامیاب کرے (ابو عبید اللہ غلام رسول وزیر آبادی)

احمدیہ پریس کی ایک ضروری عرضداشت

ستارہ صبح - ذوالفقار - نظام المشائخ کے لئے خصوصاً - اور دیگر اخبارات و رسالجات ہند کیلئے عموماً

حضرات! آپ اس صحافت جدیدہ کے ارکان رکین ہیں جس کا ایک فرد میں بھی ہوں۔ اس لئے یہ توقع کرنا بیجا نہ ہوگا کہ آپ میری نہایت ضروری گذارش کو توجہ سے سنیں گے۔

سلسلہ احمدیہ کے عقائد اگر آپ کے معتقدات کے خلاف ہیں۔ یا کوئی بات آپ اس میں ملک و ملت کے مقاصد کے برخلاف دیکھتے ہیں تو اس زمانہ میں جبکہ حکومت برطانیہ کے عہد معدلت مہد کی طفیل تمام مذاہب کو آزادی حاصل ہے۔ آپ کو فی الواقع یہ حق حاصل ہے کہ اس پر اعتراض کریں۔ یا کسی بات کو سمجھنے یا اس کا ضعف ظاہر کرنے کے لئے اسپر اپنی استعداد علمی کے مطابق جرح کریں۔ لیکن یہ نہیں ہونا چاہئے کہ آپ متانت و سنجیدگی چھوڑ کر محض تمسخر و استہزاء سے کام لیں۔ کہ تمام مہذب اقوام میں یہ شیوہ جاہلیں سمجھا جاتا ہے۔ پھر اس سے زیادہ مکروہ اور رنجدہ بات یہ ہوگی کہ آپ اس مقدس انسان کے حق میں ناسزا کلمات بولیں اور سب و شتم سے کام لیں جو ہمارے نزدیک خدا تعالیٰ کا ایسا ہی مطہر رسول و نبی ہے۔ جیساکہ پہلے انبیا علیہم السلام۔ پس جب اس خدا کے ممسوح پر آپ اپنی زبانیں دراز کرتے ہیں تو آپ یقین جانیں کہ ہمارے دلوں کو ایسا ہی صدمہ پہنچتا ہے۔ اور ٹھیک اتنا ہی اشتعال پیدا ہوتا ہے جتنا کہ کسی غیر مسلم کی طرف سے جناب سید المرسلین حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں کوئی ناشائستہ کلمہ استعمال کرنے سے ہمیں اور تمہیں دونوں کو۔ پس آپ لوگ جو آئے دن ہمارے دلوں کو مجروح کرتے۔ اور ہمیں وہ دکھ دیتے ہیں جس کا احساس وہی کر سکتا ہے جسے اپنے ہادی و مطاع کے بارے میں کسی نااہل کیطرف سے ایسا رنج اٹھانا پڑا ہو۔ تو یہ دیکھ لینا چاہیے کہ آخر اس کا نتیجہ کیا ہوگا۔ اور کیا ہونا چاہئے۔ ہمارے پہلوؤں میں بھی دل ہیں۔ اور ان دلوں میں احساس ہے۔ ہمیں بھی اپنے معتقدات مال و جان سے پیارے ہیں اور یہ دعویٰ ہمارا زبانی نہیں ہمارا عمل اسپر گواہ ہے۔ پس اگر ہم گالیاں اور اشتعال دلانے والی باتیں سن کر خاموش رہتے ہیں۔ اور اینٹ کا جواب پتھر سے نہیں دیتے تو اس کے یہ معنی نہیں کہ ہم اسے محسوس نہیں کرتے۔ بلکہ اس کی وجہ اول تو یہ ہے کہ اسلام ہمیں اعتزار سے منع کرتا ہے۔ دوم ہمیں اپنے مخالفوں کے پیشواؤں کو گالیاں دینے سے فی الحقیقت بچنے کا حکم ہے۔ پھر موجودہ حالات میں حکومت برطانیہ کی بحیثیت رعایا ہونے کے یہی بڑی خدمت ہے کہ کوئی ایسی بات نہ ہو جس کی امن عامہ میں خلل پڑے۔ یا جس سے کسی فرقے کے مذہبی جذبات کی توہین ہو۔ یہ وجوہات ہیں جن کے باعث ہم ایسے اشتعال انگیز مضامین کا جواب دینے سے احتراز کرتے ہیں تاکہ رنج میں کوئی کلمہ ایسا نکل جائے جو کسی دوسرے فریق کی دلشکنی کا موجب ہو۔ اس ہماری خاموشی کو آپ ہمارے لاجواب ہو جانے پر محمول کریں تو بہت ہی افسوس کی بات ہوگی۔ علمی اعتراضات کا جواب دینے کے لئے تو ہم ہروقت تیار ہیں۔ بلکہ جب کوئی شخص کوئی علمی اعتراض متانت سے پیش کرنے کے لئے ہمارے مقابل میں ہوتا ہے تو ہم ایسے ہی خوش ہوتے ہیں جیسے تجربہ کار شکاری اپنے شکار کے ٹھیک زد میں آجانے پر۔ لیکن اسے کیا کیا جائے کہ ہمارے مخالف اخبار نویس بہت کم کوئی اعتراض علمی رنگ میں پیش کرتے ہیں۔ وہ سوا دل آزاری اور خلاف تہذیب کلمات کہنے کے شاید کچھ جانتے ہی نہیں۔ ستارہ صبح کے گذشتہ فائل کو اٹھاکر دیکھئے۔ آج تک تین ہی علمی باتیں اس نے کی ہیں۔ اور تینوں میں منہ کی کھائی ہے۔ پہلے لاثم کے

لام کو ال تعریفی بتایا۔ تو جب اس پر ہم نے ٹوکا تو ان کے لئے سوا اس کے کچھ چارہ نہ رہا کہ اپنی غلطی کا اقرار کریں۔ یہ معاملہ اخبارات کے ایک ہی تبادلہ میں فیصلہ ہو گیا۔ تو پھر جناب ظفر علی خان صاحب نے وآخرین منھم لما یلحقوا بھم پر ہنسی اڑائی اور ہمیں تناسخ۔ حلول کا معتقد بتایا جو صریح ان کا ظلم تھا کیونکہ نہ ہم تناسخ کے قائل نہ حلول کے معتقد۔ ہم تو صرف یہ کہتے ہیں کہ آپ سورہ جمعہ کی ابتدائی آیات کو ملاحظہ فرما دیں وآخرین میں واؤ کے عطف کی دو ہی صورتیں ہو سکتی ہیں یا تو آخرین کا عطف امیین پر ہے یا یعلمھم۔ یزکیھم۔ یتلو علیھم کی ضمیر پر معطوف ہے۔ پہلی صورت میں اس کے یہ معنی ہونگے کہ:۔

وہ ذات پاک جس نے امیین میں اپنا رسول مبعوث کیا انہی میں سے...... اور مبعوث کریگا اسے آخرین میں جو انھی صحابہ میں سے ہونگے جو اب تک ان سے نہیں ملے۔

اور دوسری صورت میں یہ معنی ہونگے۔

وہ ذات پاک جس نے امیین میں اپنا رسول مبعوث کیا جو ان پر آیات اللہ پڑھتا ہے۔ اور ان کا تزکیہ کرتا ہے اور ان کو کتاب و حکمت سکھاتا ہے۔ اور پھر یہی رسول ان آخرین پر آیات پڑھیگا۔ ان کا تزکیہ کرے گا ان کو کتاب و حکمت سکھائیگا"

اب رسول اللہ فوت ہو چکے ہیں۔ اور آیت بتاتی ہے کہ آپ کی بعثت ثانی ضروری ہے۔ کیونکہ حضور ہی کا مبعوث ہونا اور حضور ہی کے آیات پڑھنے اور تزکیہ کرنے کا ذکر ہے۔ جس کی سوائے اس کے اور کیا صورت ہو سکتی ہے کہ ایک شخص امت محمدیہ میں سے حضور کے کمالات سے مشرف ہو کر اور حضور کے رنگ میں رنگین ہو کر گویا خود ہی بن کر مبعوث ہو۔ جس کا نبی ہونا بھی ضروری ہے۔ اور پھر صحابہ کی جماعت حسب وعدہ الٰہی قائم ہو۔ اب اس پر کوئی روپ دھارنے اور اس قسم کے مزخرفات کا طعن کرے تو بے انصافی ہے۔ اگر عطف کی کوئی اور صورت ہے۔ تو حسب قواعد نحو پیش کرو۔ مگر یہ کیا کہ اس پر پھبتیاں اڑاؤ اور ہمارا دل دکھاؤ۔ کبھی ہمیں ہندو بناؤ۔ کبھی کسی کو بہروپیا۔ اسی آیت کا ترجمہ کرتے ہوئے جناب ظفر علی خاں نے لکھا تھا وآخرین منھم لما یلحقوا بھم کے معنی ہیں "جب وہ ان سے ملیں گے"

میں نے اس پر ۲۔ اکتوبر کے اخبار میں نوٹ دیا تھا کہ یہ معنی غلط ہیں۔ چونکہ اعتراض صحیح تھا اس لئے ظفر علی خان صاحب باوجود ادعائے مولویت بالکل ہی چپ رہ گئے اور کچھ جواب نہ دے سکے کیونکہ معمولی ہدایت النحو پڑھنے والا بھی جانتا ہے کہ لما حرف جازمہ ہے۔ اور مضارع کو ماضی منفی کے معنوں میں کر دیتا ہے۔ اس کے معنوں میں ایسی فاش غلطی ایک حق پسند صاحب حیا کو ہمیشہ کے لئے خاموش کر دینے کو کافی تھی۔ اسی طرح کہا جاتا ہے کہ ہمارے سید و مولیٰ مرزا غلام احمد علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خدا کا باپ ہونے کا دعویٰ تھا۔ حالانکہ نہ جماعت احمدیہ میں کسی فرد کا یہ عقیدہ نہ حضرت اقدس نے خود کسی کتاب میں ایسا لکھا۔ نہ یہ بتایا پھر بار بار خدا کا باپ کہنا چہ معنی دارد۔ سوائے اس کے کہ ہمارے جذبات مذہبی کی کچھ پرواہ نہیں کی جاتی۔ بیشک ایک الہام ہے حضور کا انت منی و انا منک مگر انا منک کے معنوں کے لئے صرف اس حدیث پر نظر کر لینا کافی تھا جو بخاری میں بھی ہے۔

قال النبی صلعم لعلیؓ انت منی و انا منک (کتاب المناقب)

اے علی تو مجھ سے ہے اور میں تجھ سے ہوں۔

اب فرمائیے کیا حضرت علی محمد رسول اللہ کے باپ تھے؟ تعجب تو یہ ہے کہ ایک شیعہ اخبار درنجف نے بھی بڑے فخر سے اس اعتراض کو نقل کیا ہے میں اس پر تفصیل سے لکھتا مگر یہاں جواب دینا مقصود نہیں بلکہ صرف یہ التماس کرنا ہے کہ اگر مباحثات کو علمی رنگ میں لایا جائے اور تمسخر و استہزاء اور سب و شتم ناروا چھوڑ دیا جائے تو بعض مختلف فیہا مسائل کا ایک دو منٹ میں فیصلہ ہو سکتا ہے۔ جناب ظفر علیخاں اگر اس حدیث کو زیر نظر رکھ لیتے تو پھر نہیں کیا ضرورت تھی کہ برقی گھوڑے کی ٹاپ ہیں۔ اور باپ پانی تھے تو بیٹا بھاپ ہیں۔ اور خدا کا چچا ہو جاؤنگا وغیرہ خلافات لکھتے۔ جناب خواجہ حسن نظامی نے نظام المشائخ میں نہایت اشتعال انگیز فقرات لکھے ہیں جن کے جواب میں ہم نے صبر کیا۔ انھوں نے بھی سارے مضمون میں ایک ہی علمی بات لکھی تھی کہ ذکر الٰہی میں حضرت خلیفۃ المسیح نے فرمایا تھا کہ اللہ کے ذکر کا نتیجہ ناچنا کودنا نہیں ہوتا اس پر وہ اعتراض کرتے ہیں کہ دیکھو قرآن مجید میں خروا سجدا و بکیا آیا ہے۔ "یہ سجدہ نماز کا ذکر نہیں" حالانکہ اس کے بعد تھا فخلف من بعدھم خلف اضاعوا الصلوٰۃ لانا صاف ظاہر کر رہا ہے کہ یہ سجدہ نماز ہی کا ذکر ہے۔ میں نے پہلے بھی کہا تھا کہ ہمارے مخالفین جب کبھی بحث کو قرآن و حدیث اور کسی علم میں محدود کرتے ہیں تو ہمیشہ ہزیمت پاتے ہیں۔ یہی حال یہاں ہے دیکھ لیجئے اب ایک صوفی صاحب کے لئے کس قدر افسوس کی بات ہے کہ وہ قرآن مجید سے ایسے ناواقف ہوں لیکن ان کو ناز ہے اپنی انشاء پردازی پر وہ اپنے لفظوں اور نئی نئی ترکیبوں میں ایسے محو ہیں کہ نہیں غور کرتے اس قسم کی اشتعال انگیز تقریریں کس قدر برے نتائج پیدا کر رہی ہیں۔

سلسلہ احمدیہ کی باگ اس وقت ایک نہایت ہی وسیع القلب۔ امن پسند مضبوط ہاتھوں میں ہے۔ انھوں نے اپنی جماعت کو نہایت سختی سے روکا ہوا ہے اس لئے آپ کو معلوم نہیں ہو سکتا کہ ستارہ صبح۔ اور نظام المشائخ۔ اور ذوالفقار کے مضامین کس قدر دل آزار اور اشتعال انگیز ہیں۔ اس لئے نہیں کہ ان میں کوئی قوی اعتراض ہے۔ قوی اعتراض کے لئے تو میں نے کہا ہم بہت خوش ہوتے ہیں۔ اگر کوئی علمی رنگ میں اعتراض کرے بلکہ اس لئے کہ اس میں ہمارے جان سے پیارے ہادی و مرشد کی سخت ہتک کی جاتی ہے۔ اس مقدس کو کھلی کھلی گالیاں دیجاتی ہیں۔ اور نہیں سوچا جاتا کہ وہ ایسا کر کے ایک امن پسند، حلیم دوست جماعت

کو کس قدر تکلیف پہنچا رہے ہیں۔ جو اس وقت نہ صرف ہندوستان میں بلکہ روئے زمین کے ہر طبقہ پر اپنا کوئی نہ کوئی قائم مقام رکھتی ہے۔ یہ صحیح ہے کہ تم اس مقدس انسان کے معتقد نہیں۔ مرید نہیں۔ مگر یہ نہ ماننا آپ کو یہ حق نہیں دلاتا کہ آپ خواہ مخواہ اسے گالیاں دیں اور نہ آپکا انکار اور استہزاء اس کے جھوٹا ہونے کی دلیل بن سکتا ہے۔ سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جیسی زبردست شخصیت کا باجاہ وجلال رسول پھر ابوجہل و عتبہ حضور کو گالیاں ہی دیتے تھے اور تمسخر اڑاتے۔ ایک دن ایک شخص حضرت اقدس کی تصویر دیکھ کر کہنے لگا کہ تقدس چہرے کے ایک ایک نقش سے عیاں ہے۔ سمجھ میں نہیں آتا کہ اس مطہر کو لوگ گالیاں کس منہ سے دیتے ہیں۔ میں نے کہا حضرت محمد رسول اللہ کا نام سن کر سب لوگ تعظیم کے لئے جھکتے ہیں۔ ان کے ایک ادنیٰ اشارہ پر اپنی جان فدا کر دینا معمولی بات سمجھتے ہیں مگر ابوجہل و عتبہ منہ پر گالیاں سناتے اور گلے میں اوجھڑیاں ڈالتے اور اھذا الذی بعث اللہ بشرا رسولا کا آوازہ کستے۔ اگر یہ بات سمجھ میں آسکتی ہے تو یہ بھی آجائیگی۔ پس میرے اخبار نویس بھائیو! بیشک تمھارے نزدیک وہ راستباز نہ تھا اس لئے تم اس کی مخالفت کرتے ہو۔ سو شوق سے کرو۔ مگر خدارا ہمارے جذبات کا بھی تو لحاظ رکھو۔ سنو! ہم مرزا غلام احمد صاحب کو وہ امام مہدی اور وہ مسیح مانتے ہیں جس کی خبر تمام انبیاء سابقین نے اور بالآخر حضرت محمد رسول اللہ خاتم النبیین نے دی۔ ہم بغیر کسی فرق کے بلحاظ نبوت کے انھیں ایسا ہی رسول مانتے ہیں جیسے کہ پہلے رسول مبعوث ہوتے رہے۔ ہمارا ایمان ہے کہ اسلام کا صرف نام رہگیا تھا یہ رجل من ابناء فارس اسے ثریا پر سے لایا۔ ہم مانتے ہیں اور صدق دل سے جانتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت اول جیسی کہ پانچویں ہزار میں ہوئی ایسی ہی چھٹے ہزار کے لئے مقدر تھی اور سورہ جمعہ میں اس کا ذکر ہے۔ اس طرح پر اگر حضرت مرزا صاحب ایک پہلو سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام اور آپ کی امت میں سے ہیں۔ تو دوسری

طرف آپ کے تمام کمالات کے حامل ہیں۔ کیونکہ خاتم النبیین کے بعد شریعت والی اور براہ راست نبوت کا دروازہ بند ہو چکا ہے۔ اب جو نبی ہوگا آپ ہی کے فیض اتباع سے۔ یہ مطلب نہیں کہ نبوۃ اکتسابی ہوگئی یا محمد رسول اللہ کی وساطت سے۔ ... مراد ہے کہ وہاں کوئی دفتر قائم ہے جہاں باقاعدہ ... ہو کر ترقی دیجاتی ہے۔ بلکہ صرف اس سے یہ مقصود ہے کہ آئندہ نبی آپ کی امت میں سے ہونگے۔ اور بس۔ پھر ہمارا اعتقاد ہے کہ حضرت مرزا صاحب کی صداقت کے لئے اس قدر نشانات ظاہر ہوئے کہ اگر وہ ہزار نبی پر بھی تقسیم کئے جائیں تو ان کی نبوت بھی اس سے ثابت ہو سکتی ہے۔ پھر ہم کہتے ہیں کہ وہ جری اللہ فی حلل الانبیاء تھا۔ یعنی تمام انبیاء عالم کا نمونہ آپ کی ذات قدسی صفات میں جمع تھا۔ کیونکہ آپ کا مقابلہ تمام دنیا سے تھا جس میں اس وقت پہلے تمام زمانوں کی بدیوں کے نمونے ملتے ہیں۔ پس آپ لوگ جب اس مقدس و مطہر ہستی کی نسبت کچھ لکھتے ہیں تو یہ اندازہ بھی کر لینا چاہئے ہمارے نزدیک وہ کس عظمت وجلال کا انسان ہے۔ جب ایک ایسے شخص کی بھی تعظیم کی جاتی ہے جو دو چار خادم رکھتا ہو اور کوئی مہذب آدمی پسند نہیں کرتا کہ ایک معمولی وجاہت کے انسان کو بھی برا کہے۔ اور اس کی توہین کرے۔ تو آپ کے لئے یہ کیونکر جائز ہو گیا کہ اس خدا کے برگزیدہ جاہ و جلال کے نبی عظیم الشان نبی۔ ایک لاکھ چوبیس ہزار کی شان رکھنے والے نبی انت منی و انا منک ظہورک ظہوری کے مخاطب نبی کو کھلے کھلے الفاظ میں گالیاں دیں۔ جس کے پانچ لاکھ جاں نثار اس وقت زندہ موجود ہیں جو یہ گوارا کر سکتے ہیں کہ ان کے سامنے آپ ان کا مال لوٹ لیں۔ ان کی اولاد کو ذبح کر دیں۔ خود ان کو پھانسیوں پر چڑھا دیں آگ سے خندقیں بھر کر وہی کچھ کریں جو اصحاب الاخدود نے کیا مگر یہ برداشت نہیں کر سکتے کہ ان کے مسیحا ان کے مرشد و مقتدا کو آپ گالیاں دیں۔ استہزا کریں ناواجب کلمات کہیں۔ یہ میں پہلے کہہ چکا ہوں اور پھر کہتا ہوں کہ ہم آپ کے اعتراضوں سے نہیں گھبراتے

بیشک کریں اور جی کھول کر مخالفت کریں۔ مگر شرافت سے علمی رنگ میں یہ بازاری اور سوقیانہ طرز چھوڑ دیں۔ یہ گالیاں دینا ترک کر دیں۔ یہ تمسخر و استہزاء جو شیوہ جہال ہے اس سے باز آئیں

شورش کا کچھ فائدہ نہیں۔ ہم نے بہت صبر کیا۔ لیکن آخر ہم بھی انسان ہیں۔ ہم بھی منہ میں زبان رکھتے ہیں آپ کیا جانیں کہ ہمیں روکنے کے لئے ہمارے موجودہ امام حضرت فضل عمر کو کیا کچھ کرنا پڑتا ہے۔ جب ۳۰ ستمبر کا ستارہ صبح نکلا اور جماعت احمدیہ سخت برافروختہ ہوئی اور جماعت کے خطوط آنے لگے۔ اس لئے نہیں کہ اس میں کوئی اعتراض تھا بلکہ اس لئے کہ اس میں بہت گالیاں تھیں تو اس حالت کا اندازہ کرتے ہوئے حضور نے مجھے تار دیا کہ اپنے قلم کو کچھ لکھنے سے روکو۔ یہ حکم عین وقت پر ملا جس کی تعمیل میرا فرض تھا۔ ورنہ خدا جانے قلم سے کیا کچھ نکلتا۔ پھر ظفر علی خانصاحب بھی دیکھ لیتے کہ جماعت احمدیہ میں بھی اہل قلم ہیں۔ چنانچہ فاضل راجیکی وغیرہ اہل قلم کے مضامین اب تک رکے پڑے ہیں۔ ایسے ہی ذوالفقار کے لئے منشی خادم حسین صاحب کے زبردست ہاتھ نے وہ مضمون لکھے ہیں کہ اگر شائع ہو جائیں تو مخالف کو قدر عافیت معلوم ہو۔ مگر کیا کیا جائے ہم اپنے امام کے حکم سے مجبور ہیں۔ اور موجودہ حالات جنگ بھی اجازت نہیں دیتے کہ اس قسم کا سلسلہ مضامین جاری ہو پس کیا آپ ہماری

یہ دوستانہ درخواست

منظور فرما کر شکریہ کا موقعہ دیں گے کہ آئندہ آپ جو کچھ بھی لکھیں شرافت اور تہذیب سے متانت اور سنجیدگی کے ساتھ اعتراض کریں۔ ہم خدا کے فضل سے جس عقیدہ پر قائم ہیں اس کی حقانیت پر ہزاروں دلائل قاطعہ و براہین ساطعہ رکھتے ہیں۔ جو ہم پیش کر سکتے ہیں۔ بشرطیکہ کوئی اتمام حق کی خاطر ان مسائل پر غور کرنا چاہے اور اگر آپ صاحبان سب و شتم سے نہیں رک سکتے تو پھر کم از کم ہماری درخواست کے اس حصہ کو تو شرف قبولیت بخشیں کہ بجائے ہمارے مسیح دہلوی کے ہمیں کہ پانچ چھ لاکھ ہیں پیٹ بھر کر جو کہنا چاہیں کہ لیں۔ ہمارے محبت سے بھرے ہوئے دل اور

اپنے ہادی کے احسانات سے جھکی ہوئی گردنیں حاضر ہیں آپ مشق ناز کریں۔ لیکن خدارا ہمارے امام۔ مقدس امام کو بُرا نہ کہیں۔ کہ اس سے ہمارے دل مجروح ہوتے ہیں۔ اور یہ امر ہمارے لئے ایسا تکلیف دہ ہے کہ آپ شاید اس کا اندازہ کسی صورت میں نہیں لگا سکتے۔ مرزا غلام احمد کا نام آپ کے لئے حقیر ہے۔ کیونکہ آپ نے اس کو نہیں پہچانا۔ مگر ہم نے تو اسے دیکھنے کی آنکھوں سے دیکھا وہ یقیناً سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جمیع کمالات قدسیہ کا جامع ہے اور مبشراً برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد کا مصداق جس بات نے حضرت محمد مصطفےٰ صلعم کو حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم بنایا وہی بات اس میں ہمارے نزدیک موجود تھی یعنی خدا کا قرب۔ اس لئے آپ ہی کے اتباع میں آپ ہی کی طفیل یہ بھی اسی تعظیم وتکریم کا مستحق ہے۔ اس کے اقوال وتصانیف کا ایک ایک لفظ ہمارے لئے ایسا ہی محبت ذوی اور قیمتی ہے جیسے کسی اور نبی کا۔ پس آپ کچھ لکھنے سے پہلے ہمارے معتقدات وجذبات کا لحاظ کر لیا کریں۔ اعتراض جو چاہیں کریں۔ مخالفت کریں اور خوب دل کھول کر کریں۔ اور کوئی تدبیر باقی نہ رہنے دیں سب ہی قسم کے تیر چلا کر اپنا ترکش خالی کریں۔ مگر شرافت تہذیب امن عامہ کا خیال رہے۔ میں اُمید کرتا ہوں کہ تمام معزز اخبارات خصوصاً ستارہ صبح۔ ذوالفقار نظام المشائخ الحدیث ہماری اس عرضداشت پر غور کریں گے (اکمل)

تعزیت نامہ

دنیا میں انسان کے لئے موت وفوت سے چارہ نہیں یہ امر تو ایسا اٹل ہے کہ ہر ایک کو پیش آنے والا ہے۔ لیکن مسلم کی موت کچھ اور ہی شان رکھتی ہے۔ اس لئے اس کی تعزیت وہمدردی بھی پسماندوں کے لئے دنیا داروں سے جدا طریقہ پر ہونی چاہیئے نمونہ کے طور پر ایک خط شائع کراتا ہوں۔ (فضل الرحمٰن مفتی)

پیارے اور محترم بھائی۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ عزیزم محمود کے خط سے اس حادثہ عظیمہ کی خبر ملی جو محترمہ بہن حفصہ کے انتقال سے آپ کو پیش آیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ پیارے بھائی اس غم میں اور اس صدمہ میں کس رنگ میں آپ سے ہمدردی کروں میری طاقت اور سمجھ سے دور ہے ہاں اسقدر کہہ سکتا ہوں کہ مولیٰ کریم نے یقیناً آپ کے لئے کسی اجر عظیم کا ارادہ فرمایا ہے جو اتنا بڑا امتحان آگے رکھدیا۔ مجھکو آپ سے تقریباً چوتھائی صدی سے ایک تعلق ہے اور میں نہیں جانتا کہ میرے دل کو آپ کے ساتھ کیوں محبت میں خمیر کردیا گیا ہے آپ کے اس صدمہ نے سچ کہتا ہوں میری کمر کو توڑ دیا اسلئے کہ آپکی مشکلات کا ایک وسیع نقشہ میرے سامنے کھچ گیا۔ اس صدمہ عظیمہ کا سب سے زیادہ احساس اسلئے بھی ہوا کہ مرحومہ کے دو بچے اور دو بچیاں اس آخری ساعت میں اسکے بستر مرگ سے سینکڑوں میل کے فاصلہ پر تھے ان بچوں اور بچیوں کو اس خبر سے کس قدر صدمہ پہنچیگا۔ اللہ علیم ہی اندازہ کر سکتا ہے۔

پیارے بھائی! میں ان تعلقات کی خوشگواری سے ناواقف نہیں جو آپکو مرحومہ سے حاصل تھے لاریب تم جنت میں تھے اور کچھ شک نہیں کہ اسوقت تم اس جنت سے الگ کر دیئے گئے ہو نہیں معلوم کہ یہ کس شامت گناہ کا نتیجہ ہے اسلئے استغفار کرو تا اللہ تعالےٰ ان مشکلات میں حوصلہ افزا اور ہمت بخش توفیق دے جنکا پہاڑ آپ کے سامنے ہے میں اس تعزیت میں تمکو مبارکباد بھی دیتا ہوں کہ تم اس امتحان میں جو مرحومہ کی لمبی علالت میں آپکے سامنے رکھا گیا پورے اترے جس صدق اور وفا کے ساتھ آپنے انکی تیمارداری کی۔ اور علالت طبع میں مریض کی جو حالت ہوتی ہے میں اپنی جان پر قیاس کرکے کہہ سکتا ہوں۔ اس کو برداشت کرنا بڑے صاحب حوصلہ اور جوانمرد کا کام ہے اور وہ بھی محض خدا کی توفیق سے۔ تم نے جس حوصلہ اور ہمت کے ساتھ اس منزل کو طے کیا ہے وہ بہتوں کے لئے خضر راہ ہوگی اور آئندہ یہ کہانی نہیں ایک صداقت تمہاری خوبی اور بہترین طریق معاشرت کی نظیر ٹھہرے گی۔

پس جب تم پہلے امتحان میں شرح صدر سے پورے اترے تو میں یقین کرنے کے وجوہات دیکھتا ہوں کہ اس واقعہ عظیمہ پر بھی رضا بالقضاء کا ایک نمونہ دکھاؤگے۔

پیارے بھائی! مجھے حضرت مسیح موعود کا وہ الہام یاد آگیا جو تمہارے متعلق ہے۔ اور میں جانتا ہوں کہ اب وہ وقت آگیا ہے کہ یہ پوری تجلی کے ساتھ ظاہر ہو۔ یہ واقعات مرحومہ کی دراز علالت اور پھر اس حالت میں وفات صبر اور رضا بالقضاء کے سبق کے لئے صدمات نہیں بلکہ مشیت ایزدی کے ماتحت نیکی اور بھلائی کی زبردست تحریکیں ہیں اگر ان مصائب اور مشکلات کا انجام اور نتیجہ وہ شیریں پھل ہو۔ جس سے مرشد وآقا مسیح موعود کی بات پوری ہونے کے اسباب پیدا ہوں تو تم جو اس برگزیدہ کے لئے اور اسکے اہلبیت کے لئے محبت میں گندھا ہوا دل رکھتے ہو۔ ہزار جان سے ان اسباب کو خیر مقدم کہنے کو آمادہ ہوگے۔

میں تمہیں صبر اور رضا بالقضا کی تعلیم اور تلقین کروں میرے لئے تحصیل حاصل ہے اس مرنے والی پاک خاتون کی زندگی بجائے خود تمہارے لئے بہترین معلم تھی اس خصوص میں وہ آپ اتنا سبق دے چکی ہے کہ کسی اور کا کچھ بھی کہنا غیر ضروری اور رسمی رنگ رکھنے لگتا ہے تم خوش ہو کہ تمکو ثواب کے لئے ایک موقعہ ملا اور تمنے پوری وفاداری سے مرحومہ کی خدمت کی لمبے بیمار پر گھر والے عزیز سے سب گھبرا جاتے ہیں مگر میں جو حالات سے واقف ہوں خوب جانتا ہوں کہ کبھی تمہاری زبان سے کوئی شکوہ نہیں سنا ہر وقت مرحومہ کے علاج اور آرام جس کے لئے تمہیں مستعد پایا۔ تمہاری جیب کیسی ہی جواب دے رہی ہو مگر تمہیں اسکے لئے خرچ کرنے میں کوئی مضائقہ نہ ہوتا تھا مجھے یقین ہے کہ مرحومہ آخری ساعت میں جب تم پر نظر کرتی ہوگی تو وہ نظر سراسر رحمت اور دعا کی نظر ہوگی اسکا رُواں رُواں تم سے خوش ہوگا۔

پیارے بھائی! موت ایک ایسی چیز ہے کہ تم اور میں سب جانتے ہیں اٹل ہے۔ ایک دن تم پہلے مرتے تو اور آج مرحومہ مرگئی تو علیحدگی ہونی لازمی تھی مگر قابل غور بات یہ ہے کہ وہ دنیا میں تمہاری صحبت میں خوش تھی اور جنت میں تھی اور اب جنت میں داخل ہوگی۔ یاد رکھو تمہارے لئے یہ جنت کی بشارت ہے۔ (خاکسار یعقوب علی ایڈیٹر)

ہنگامہ یورپ

فلانڈرز میں فتح۔ لنڈن سے ۱۰ اکتوبر کی تار برقی مظہر ہے کہ سر ڈگلس ہیگ کا آج رات کا اعلان مظہر ہے کہ ہمنے کل سحر ۲۴۴۶ قیدی گرفتار کئے ہیں جنمیں ۱۱۴ افسر ہیں۔

ایک کانفرنس کا انعقاد۔ لنڈن ۸۔ اکتوبر میونچ کا ایک اخبار مظہر ہے کہ شاہ آسٹریا قیصر اور سلطان ٹرکی عنقریب صوفیہ کو روانہ ہونگے۔ جہاں شاہ فرڈی نینڈ کے ساتھ ایک کانفرنس منعقد کی جائیگی جسے بہت اہمیت دیجاتی ہے۔

مشرقی افریقہ کی لڑائی۔ لنڈن کی ایک اطلاع مظہر ہے کہ بلجین سپاہ اب ماہنجی کے مشرق میں نو میل کے ایک محاذ پر دشمن کے قریب پہنچ گئی ہے ضلع لنڈی میں ہندوستانی رسالہ نے کثیر تعداد میں سامان خوراک کو تباہ کردیا۔ یا قبضہ میں کرلیا۔ اور دشمن کے ملک کا ایک علاقہ صاف کردیا۔

پیرس میں سٹرائک لنڈن ۸۔ اکتوبر۔ پیرس کی اطلاع ہے کہ ملازمان ٹریمے اور آہنی بس نے سٹرائک کردی ہے۔

بے نتیجہ حملے۔ لنڈن ۱۰ اکتوبر۔ سر ڈگلس ہیگ کی طرف سے سرکاری اطلاع مظہر ہے کہ دن کو ہمارے جدید مواقع پر ایپرہ وسٹیڈن ریلوے کی حوالی میں دشمن کے حملے ہوتے رہے۔ لیکن صورت حال میں انہوں نے کوئی مادی تبدیلی نہیں کی۔ غنیم نے مزید جوابی حملے نہیں کئے۔ ہمارے محاذ جنگ پر سپاہیوں نے تسخیر شدہ مواقعہ کو سرگرمی کے ساتھ مربوط کیا باوجودیکہ اراضی میں بڑی دشواریاں تھیں۔

صلح کے متعلق جرمنوں کا خیال۔ ایمسٹرڈم ۱۰ اکتوبر۔ ڈاکٹر مائیکس (وزیر اعظم جرمنی) نے سٹٹ گارٹ میں تقریر کرتے ہوئے کہا کہ جرمنی ایسی صلح قائم کرنے کیلئے جو اسکی فراخ ترین اقتصادی و تہذیبی نشوونما کی اجازت دینے والی ہو پورا زور خرچ کررہا ہے جب تک ہمارے دشمن یہ فیصلہ کریگے کہ ہم جرمن سرزمین کا ایک بالشت حصہ بھی چھوڑ دیں۔ یا قیصر اور باشندگان جرمنی کے درمیان تفرقہ ڈالنے کی کوشش کرینگے اسوقت تک ہم صلح سے انکار کرتے رہیں گے۔

آبدوزوں کی دستبرد۔ لنڈن کی ۱۰۔ اکتوبر کی تاربرقی مظہر ہے کہ ہفتہ مختتمہ میں ۱۴ برطانوی جہاز ۱۶۰۰ ٹن سے زائد وزن کے اور دو اس سے کم وزن کے غرق ہوگئے۔ ۳ ماہی گیر کشتیوں پر ناکام حملہ ہوا۔ اسی ہفتہ میں ۳ فرانسیسی جہاز ۱۶۰۰ ٹن سے زیادہ وزن کے اور دو اس سے کم وزن کے غرق ہوئے ۸ جہازوں پر ناکام حملہ ہوا۔ اسی ہفتہ میں ۲۔ اطالوی جہاز ۱۵۰۰ ٹن سے زائد وزن کے اور دو اس سے کم وزن کے غرق ہوئے ۵ جہازوں پر ناکام حملہ ہوا۔

جرمن بیڑے میں بغاوت۔ ایمسٹرڈم کا ایک تار مظہر ہے کہ جرمن بحری بیڑے کے چار جہازوں پر بغاوت ہوئی۔ جنمیں سے ایک ڈریڈناٹ پیشقان باغی ملاحوں نے اسکے کپتان کو سمندر میں دھکیل دیا اور اسکی لاش آٹھ دن تک نہ ملی۔ اسکے بعد وہ جہاز چھوڑکر ساحل پر چلے گئے۔ جہاں انہیں گھیر لیا گیا اور وہ ہتھیار ڈالنے پر مجبور ہوگئے۔ قیصر نے باغیوں کے سات سات آدمیوں میں ایک ایک کو گولی مارنیکا حکم دیا۔ لیکن ڈاکٹر مائیکلس نے کہا کہ وہ ریشتاگ کے سامنے اتنی بڑی ذمہ واری نہیں لے سکتے۔ چنانچہ صرف تین آدمیوں کو گولی ماری گئی اور باقیماندہ باغیوں کو سخت سخت سزائیں دی گئیں۔ بغاوت کے اسباب میں ایک خوراک کی خرابی اور کمی بھی بتائی جاتی ہے۔

قفقاز میں روسی کامیابی۔ لنڈن ۱۱ اکتوبر ایک روسی لاسلکی کمیونک میں مرقوم ہے کہ ہمنے قفقاز کے محاذ پر ترکوں کے دو مواضع مرونہ اور تاشال پر قبضہ کرلیا اور ۲۵۰ کرد قید کئے۔ اور ۲۳۰ شامیوں کو آزاد کرالیا اور دشمن دریائے زاب کے پار بھاگ گیا اور تین پل بھی اس کے تباہ کردئے۔

محاذ ریگا پر روسی پسپائی۔ لنڈن ۱۱ اکتوبر ایک لاسلکی روسی کمیونک میں مرقوم ہے کہ دشمن کے پرزور حملوں نے ہماری بعض کمپنیوں کو پسکو کی مرتفع سڑک کے متصل پیچھے ہٹادیا۔

سابق زار اور ان کا خاندان۔ پیٹروگراڈ سابق زار معہ اپنے خاندان کے سائبیریا کے شہر توبالسک کی ایک خانقاہ میں منتقل کرادئے گئے۔ کیونکہ انہوں نے شکایت کی تھی کہ وہ اسوقت جس مکان میں مقیم ہیں اسکے ساتھ کوئی باغیچہ نہیں ہے۔ اور گھر سے باہر نکلنے پر تماشائی حیرت اور تعجب سے ان کو دیکھتے ہیں

وزیر اعظم جرمنی علیحدہ ہونگے۔ ایمسٹرڈم ۱۰ اکتوبر ایک جرمن کے تازہ تار میں مرقوم ہے۔ جو غالباً گورنمنٹ کے اشارہ سے روانہ کیا گیا ہے۔ کہ عنقریب ڈاکٹر مائیکلس جرمن صدر اعظم اپنے عہدہ سے علیحدہ ہو جائینگے۔

عربوں کا قتل عام۔ اڈیسہ میں قفقاز سے یہ اطلاع موصول ہوئی ہے کہ ویتیاسے کوچک میں عربوں کا قتل عام جمال پاشا کے حکم سے کیا گیا ہے۔ . . . . انہی کے حکم آرمینین بھی قتل کئے گئے تھے۔

ہندوستان کی خبریں

مسٹر مانٹیگو کی آمد۔ معلوم ہوا ہے کہ صاحب وزیر ہند کے ہندوستان میں تشریف فرما ہونے کے موقعہ پر سر ولیم وِنسنٹ ان کے ساتھ کام کرنے کے لئے متعین کئے جائینگے اور جیمبر ڈ ڈیوے عارضی طور پر ہوم ممبر کی جگہ کام کرینگے۔ مسٹر ہینگل بطور سکرٹری مسٹر میکو رتھ لنگ بطور ڈپٹی اور مسٹر ڈبلیو جانس سی۔ ایس (بہار) بطور نائب سکرٹری کام کریں گے اور آر۔ ایچ کوٹنگھم سی۔ ایس (مدراس) مسٹر سلوان کی جگہ جو صاحب وزیر ہند کے ساتھ سپیشل ڈیوٹی پر لگائے جائینگے۔ (کام کرینگے)

امرتسر میں ملیریا سے اموات۔ ۷۔ اکتوبر سے ۹ اکتوبر تک یعنی تین یوم میں امرتسر میں ۳۴۳ اموات ہوئیں

ہندوستان میں پلیگ۔ ہفتہ مختتمہ ۶ اکتوبر میں ہندوستان میں پلیگ ۱۱۴۰۴ کیس اور ۸۸۰۶ اموات ہوئیں

باہتمام شیخ عبدالرحمن صاحب قادیانی مطبع ضیاء الاسلام قادیان میں چھپا